

سوال نمبر ۲

مکالمہ نگاری

(دو دوستوں کے درمیان اقرار و استغفار کے
صوفیوں کے پیر مکالمہ)

زویب: السلام علیکم! ماحد کیا میں تمہارے ساتھ
بیٹھوں؟

ماحد: وعلیکم السلام! آؤ (اس میں) بیٹھنے کی

کیا ضرورت ہے۔
زویب: تم مجھ کو صرف نظر کرنے لگو؟

ماحد: اے نہیں، دعا ہے! تمہارے استاد صاحب کا
کلام مکمل کر رہا تھا۔

زویب: دلا اصل دیا فی کے چند سوالات میں
مجھے تمہاری مدد چاہیے

ماحد: لیکن تم تو کل کہہ رہے تھے کہ میرا
اصحاب مکمل ہے

زویب: ہاں کہا تو تھا مگر دیا فی کے استاد ہیں
(یہ ہیں) یہی پڑھاتے ہیں اور بے جا نصیحتیں کرتے ہیں

ماحد: نہیں ایسا نہیں، کتنا چاہیے آخر وہ
تمہارے استاد ہیں

زویب: تمہاری بات صحیح ہے مگر مجھے کوئی
اس بند کی سوجھ بوجھ نہیں آتی

ماحد: واہ بھی خوب ادا کیا کرتے ہو تم؟

زوہیب: میں تو سارا دن کلاس میں مشغول کرتے رہتا ہوں اور ذرا بھی توجہ نہیں کرتا۔

ماحد: تم ایسا کیوں کرتے ہو کیا تمہیں اپنے اساتذہ کا رتبہ اور مقام بھول گیا ہے؟
زوہیب: نہیں بھائی!

ماحد: مجھے بتا دے کہ تمہیں تہادی محبت نے بگاڑا ہے اور استاد کا احترام بھول گئے ہو حضرت علیؓ نے فرمایا
”ہر جس نے مجھ ایک لفظ بھی سنا رکھا اس نے مجھ
اپنا غلام بنا لیا“

زوہیب: بھائی مجھے معاف کرنا میں غلطی پر تھا

ماحد: یاد رکھنا کہ استاد کا درجہ دو حافی مان
باب کا ہے اور وہ قوم کا محسن ہوتا ہے
زوہیب: تم بلکل صحیح کہہ رہے ہو مجھ سے
غلطی ہونے لگی

ماحد: خواہ انسان کی توہین کرتا ہے وہ دنیا
میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی

زوہیب: میں بہت شرمندہ ہوں تہادی
باتیں یاد رکھوں گا اور اپنے اساتذہ کی دل سے
تحریر کروں گا



محمد ذویب

= اردو سبق کا خلاصہ =

= عنوان: اوور کوٹ =

= مصنف کا نام: غلام عباس =

خلاصہ:- جنوبی کی ایک سرد شام کو ایک خوش لباس نوجوان روڈ سے گزرتا ہوتا ہوا اس نے بادی رنگ کا کوٹ سر پہ پہنچا اور گے میں سلاک کا گلو بند اور ہاتھ میں بیڈ کی چھتری پکڑ رکھی تھی جسے وہ منہ میں گھمانے لگتا تھا سخت سردی کے باوجود وہ بہت اطمینان سے چل رہا تھا۔ کوئی ٹانگہ یا ٹکسی والا اس سے نہیں ملتا۔ وہ چیرنگ کر نو وہ حال دیتا۔ جوں جوں وہ چیرنگ کر اس کی طرف بڑھتا اس کی طبیعت کی تندہی میں اضافہ ہونے لگا راستہ میں اس نے گھاس پر بچوں کو پھیلنا دیکھا اور پھر سیمینٹ کے بیچ پر بیٹھ گیا وہ سامنے سے گزرتے ہوئے لڑکی اور بچوں سے لوگوں کو ڈرکھتا دیکھ رہا تھا مگر کسی سے متاثر نہ ہوا۔ نوجوان کا اوور کوٹ تھا تو خاصا پرانا مگر صاف ستھرا تھا اس پر سلاوٹ نام کی کوئی چیز تک نہ تھی۔ نوجوان نے سگریٹ خرید کر پیا اور پھر مال روڈ کے فٹ پاتھ پر چلنے لگا راستہ میں ایک چھوٹے سے رک سٹال پر دغا اور کٹی رسائے دیکھے مگر انہیں واپس ان کی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ قالینوں کی دکان پر بھی دغا اور واپس سے اس نے ایک پرانے قالین کی قیمت پوچھی مگر خریدنے کے بغیر بالکل

بالہ نکل آیا آپ وہ بائی کوٹ کی عمارتوں
 کے سامنے تھے گزرتے رہے لیکن اس کی خوشی
 میں فرق نہ آیا۔ اس نے سنی چیزوں کو دیکھا
 مگر کسی سے متاثر نہ ہوا چلتے چلتے وہ
 سڑک پہنچا پار کرنے لگا ابھی اس نے آدھی
 سڑک ہی پار کی تھی کہ ایتنوں سے ہوئے
 ایک لائی رائے چل کر مکیوٹ روڈ کی طرف
 نکل گئی لوگ اسے ہسپتال کے لئے ڈیوٹی پر
 موجود نرسوں نے اسے تنگ مہرے میں
 لٹایا اور اس کے پیچھے آتارے شروع
 کر دیے مگر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئیں
 کہ نوجوان نے اوور کوٹ سے نیچے پھٹا لپٹا
 بنیان لپی ہیں دکھاؤ اور حکمرانہ بوٹوں کے
 اندر دو ایک ایک حیرا ہیں ہیں رکھی تھیں جن
 میں اس کی میلی اڑیاں جھانک رہی
 تھیں اس وقت تک نوجوان دم توڑ چکا تھا
 اس کے اوور کوٹ کی جیب سے سیاہ تھکھا
 ایک رومل ساڑھ چھڑنے آدھا بیا ہوا سگریٹ
 ڈاکری گرا موفوں ڈیکارڈ کی مایانہ قبرست اور
 کچھ انتشار نکلے تھیں افسوس کہ اس کی
 چھٹی جگہ میں ہیں کچھ گئی تھی

